ا

ادبیات

غزل

جناب سعادت نظیر

نظر سے اُن کی مجھے زخمِ دل چھپانا ہے
برائے نام سہی، پھر بھی مسکرانا ہے

جہاں میں عام نہیں ہو شعورِ درد، ابھی
نگاہِ ناز یہ دل ہی ترا ٹھکانا ہے

زباں نئی ہے، بیاں مختلف، نیا عنواں
مگر یہ کیا کہ فسانہ وہی پُرانا ہے

کبھی ہو آس کا عالم، کبھی ہو یاس کا دور
فریب ایسے، خدا جانے کتنے کھانا ہے

کلی کلی گُلِ تر بن گئی ہے کھِل کھِل کر
نسیم صبح ہے یا اُن کا مُسکرانا ہے

ترے جہاں میں مسرت کی کچھ کمی تو نہیں
مگر یہ میرا مقدّر کہ دکھ اُٹھانا ہے

ترے قدم نہ رکیں، کاروانِ شوق! کہیں
پتا جو منزلِ مقصود کا لگانا ہے

بفیضِ خونِ جگر ہوگا کل متاعِ بہار
چمن میں آج جو اُجڑا سا آشیانا ہے

شبِ فراق یہ محسوس ہو رہا تھا مجھے
حیات کیا ہے؟ فقط موت کا بہانا ہے

خزاں کے دور سے کچھ کم نہیں بہار کے دن
اُداس دل ہو تو بے کیف ہر زمانا ہے

چمن ہیں، دشت ہیں دنیائے ماہ و انجم ہیں
نظیرؔ! عظمتِ انساں کا گیت گانا ہے